نقد و نظر

New Light on Central Asia

(وسطی ایشیا پر نئی روشنی)

مؤلف : احمد حسن دانی

ناشر : سنگِ میل پبلی کیشنز - لاہور

سالِ اشاعت : ۱۹۹۳ء

صفحات : ۲۰۸

قیمت : ۱۹۹ روپے

برصغیر پاکستان و ہند اور وسطی ایشا کے درمیان ثقافتی، تجارتی اور تاریخی روابط صدیوں پر محیط ہیں اور ان روابط کے زیرِ اثر ماضی میں برِصغیر کے علمی حلقوں میں وسطی ایشیا کی تاریخ و ثقافت کے مطالعہ کی مضبوط روایت قائم رہی ہے، مگر "سرد جنگ" کے زمانے میں جہاں سابق سوویت یونین نے اپنے سخت گیر اور مرکزیت زدہ طرزِ حکومت کے تحت وسطی ایشیا کی مسلم آبادی کو باقی امّتِ مسلمہ سے کاٹ کر رکھا، وہیں سرمایہ دارانہ بلاک نے اپنے مؤثر ذرائع ابلاغ کے ذریعے سچ جھوٹ، جو چاہا بطورِ حقیقت ثابتہ منوالیا۔

سوویت یونین کے بانیوں اور اِن کے ابتدائی پیروکاروں نے معاشرے میں مذہب کے مثبت کردار کی نفی کی اور حکومتی ذرائع ابلاغ اور تعلیمی اداروں کے ذریعے مذہب کے وجود کے خلاف مہم جاری رکھی جو دو نسل جاری رہنے کے باوجود کچھ بہت زیادہ کامیاب نہ رہی۔ مذہب کے اثرات بیرونی زندگی سے تو ایک حد تک ختم ہو گئے لیکن دلوں میں اِس کے اثرات بدستور قائم رہے بلکہ مفلوک الحالی، سیاسی جبر اور اخلاقی زوال کے وقت مذہبی قوّت سہارا ثابت ہوئی۔ سوویت یونین کے زمانہ آخر میں مذہب کے حوالے سے اس کی پالیسی میں تبدیلی ہوئی اور دوسرے اہلِ مذاہب کے ساتھ مسلمانوں کو عبادات و مراسم کی ادائیگی کی نسبتاً زیادہ آزادی اور سہولتیں حاصل ہوئیں۔ اُن کے تاریخی آثار، جن کا تعلق بالواسطہ یا بلاواسطہ مذہب سے تھا، کے تحفظ کی کوششیں شروع ہوئیں، نیز سیاسی سطح پر سابق سوویت حکمرانوں نے آزادیٔ مذہب کے حوالے سے اپنا Image بہتر بنانے کے لیے بین الاقوامی

اداروں میں وسطی ایشیا کی آبادی اور اس کے ورثہ علمی کی بازیافت پر زور دیا۔ اِس پس منظر میں وسطی ایشیا کی مسلم آبادی سے علمی سطح پر ایک بار پھر دلچسپی پیدا ہوئی۔

پاکستان میں جن اہلِ علم نے وسطی ایشیا کی تہذیب و تمدّن پر ماضی قریب میں مسلسل کام کیا، ان میں پروفیسر احمد حسن دانی کا نام بہت نمایاں ہے۔ پروفیسر صاحب نے پاکستان کی قدیم تاریخ اور اثری موضوعات پر لکھتے ہوئے بارہا اس خطّے کے وسطی ایشیا سے ثقافتی روابط کی نشان دہی کی۔ قائد اعظم یونیورسٹی اسلام آباد میں قائم "مرکز برائے مطالعہ تمدن ہائی آسیائی میانہ" Centre for the Study of Civilizations of Central Asia جو پروفیسر صاحب کی علمی رہنمائی میں کام کر رہا ہے، کے ترجمان مجلّے کا مطالعہ کرنے والے تبصرہ نگار کی اس رائے سے اتفاق کریں گے۔

گزشتہ تین چار برسوں میں سابق سوویت یونین میں جو تاریخی تبدیلیاں آئیں، ان پر پروفیسر دانی نے اخبارات اور رسائل و جرائد کے لیے وقتاً فوقتاً مضامین لکھے جو اندورنِ ملک دلچسپی سے پڑھے گئے ہیں۔ ان میں سے تیرہ مضامین زیرِ نظر مجموعے New Light on Central Asia میں یک جا کر دیے گئے ہیں۔ دو مضامین یعنی "سفر بخارا" اور "بزمِ دوشنبے" (جو ۱۹۸۵ء کے علمی سفروں کی یادگار ہیں۔) سے قطع نظر باقی تمام مضامین مئی ۱۹۹۰ء اور نومبر ۱۹۹۲ء کے درمیان لکھے گئے ہیں۔

پروفیسر صاحب کی تحقیق کے مطابق وسطی ایشیا اور پاکستان کے درمیان ثقافتی روابط کی جڑیں ماضی میں بہت گہری ہیں۔ یہ دونوں خطّے اور ان کے باسی کانسی کے ابتدائی دور سے ایک دوسرے سے باہم منسلک چلے آرہے ہیں۔ اُنھوں نے خورد و نوش، رہائش، پہناوے، زیورات، سکّوں اور طرزِ تعمیر کے ذریعے بڑی خوبی سے اپنا نقطۂ نظر پیش کیا ہے، البتہ وسطی ایشیا اور پاکستان کے درمیان اسلام کے حوالے سے تعلق کو پروفیسر صاحب کے ہاں بنیادی اہمیت حاصل نہیں اور شاید یہی وجہ ہے کہ اُن کی سوچ میں اسلام یا دینی روایت کے لیے وسطی ایشیا کی سیاسی زندگی میں کوئی زیادہ اہم کردار نہیں ہے۔ "آزاد ریاستوں کی دولتِ مشترکہ" میں وسطی ایشیا کی جمہوریتیں کیا اسلام کی جانب نظریاتی کشش محسوس کریں گی؟ پروفیسر صاحب کے الفاظ میں "یہ جمہوریتیں ماضی کی جانب اُلٹی زقند نہیں لگائیں گی، بالخصوص اِس لیے کہ جب یہ احساس پورے طور پر موجود ہے کہ اُن کے لیے اسلام، قومی ثقافت کے مترادف ہے۔" (ص ۵۶) عہدِ وسطیٰ کی قدامت کا بھوت ہمیشہ کے لیے دفنایا جا چکا ہے۔ (ص ۸۲) وسطی ایشیا میں حالیہ بیداری کے جو آثار دکھائی دیتے ہیں، یہ قوم پرستانہ خطوط پر ہیں، مذہبی جذباتیت کی جانب واپسی سے ان کا کوئی تعلق نہیں (ص ۹۷) سوویت عہد میں تعلیم و تعلّم کے ذریعے وسطی ایشیا کی فکر میں کیا تبدیلی آئی ہے؟ ایک دوسرے مقام پر پروفیسر صاحب نے نسبتاً وضاحت سے لکھا ہے۔

> لوگوں کا ذہن مکمل طور پر تبدیل ہو گیا۔ مذہبی قیادت کے چنگل سے نکل کر لوگ آزاد فکر اور آزادانہ اظہار کے دور میں داخل ہوئے، صرف ایک ہی پابندی تھی کہ یہ سب کچھ

کمیونسٹ نظریے کے خلاف نہ ہو۔ پڑھا لکھا طبقہ عہد وسطی کے مذہبی تصورات کے دائرے سے باہر آگیا اور جدید زندگی اور افکار کی دُنیا میں پہنچنے میں کامیاب رہا۔ مُلّا کے چنگل سے نکلنے کے بعد مذہب جدید اداروں کی تشکیل اور نئے طرزِ اظہار کے مخالف نہیں رہا۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ لوگوں کے ذاتی نام تک روسی ہو گئے مگر لوگ وہی کے وہی رہے۔ وسطی ایشیا کی قلبِ ماہیت کا یہ عظیم دور تھا جس کا موازنہ یورپ کے دورِ احیائے علوم سے کیا جا سکتا ہے۔ ماضیِ قریب کی اِس قلبِ ماہیت نے وسطی ایشیا کے لوگوں کے ذہن پر مستقل اثرات قائم کر لیے ہیں۔ وسطی ایشیا سائنسی افکار کی جدید دُنیا میں داخل ہو چکا ہے جس میں مذہب انسانی تخیّل کی کسی سطح پر پابندی عائد نہیں کرتا بلکہ یہ انسان کی اخلاقی اور روحانی زندگی کو بہتر بنانے میں معاونت کرتا ہے۔ .... (ص ۷۷، نیز صفحات ما بعد)

جولائی - اگست ۱۹۹۲ء کے لکھے ہوئے مضامین (جن سے مندرجہ بالا اقتباسات لیے گئے ہیں۔) کے بعد جب ۳۰ ستمبر ۱۹۹۲ء کا مرقومہ مضمون "آج کا تاجکستان" (ص ۱۱۷-۱۲۴) پر نظر ڈالی جاتی ہے تو پروفیسر صاحب کے ہاں مذہب معمولی سیاسی قوّت نظر نہیں آتا۔ حزبِ نہضتِ اسلامی اور "اسلامی قوتوں" کا اثر و رسوخ نظر انداز نہیں کیا گیا۔

پروفیسر صاحب نے اِن مضامین میں سابق سوویت یونین کے زوال، "آزاد ریاستوں کی دولت مشترکہ" کے مستقبل اور اس میں رشین فیڈریشن کے بورس یلسن کے کردار، وسطی ایشیا کے جمہوری اداروں، اس خطّے میں نظریاتی اور عملی کشمکش کے امکانات، تنظیم برائے اقتصادی تعاون (ECO) جیسے مسائل پر گفتگو کی ہے۔

جُملہ مضامین کسی کتاب کا خاکہ ذہن میں رکھتے ہوئے نہیں لکھے گئے بلکہ مضمون لکھتے ہوئے اخبارات اور جرائد کے قارئین پیشِ نظر تھے، اس لیے مضامین میں تکرار پائی جاتی ہے اور بالخصوص اُن مضامین میں جن کا موضوع ایک دوسرے سے ملتا جلتا ہے۔ مقالات میں بعض مقامات پر مختلف کتابوں کے حوالے دیے گئے ہیں مگر اخبارات میں حواشی کی گنجائش نہ ہونے کے سبب یہاں بھی یہ کمی موجود ہے۔ کتاب کا گرد پوش جتنا خوب صورت اور جلد جتنی عمدہ ہے، اسی اعتبار سے معیاری کاغذ استعمال کیا گیا ہے مگر اس کے ساتھ پروف ریڈنگ پر پوری توجہ نہیں دی جا سکی، جس کی کتاب مستحق تھی۔ بیسیوں اغلاط سے قطع نظر اعلام غلط لکھے گئے ہیں اور بعض اوقات دلچسپ صورت حال پیدا ہو گئی ہے۔ الماآتا "علّامہ اتا" (جیسے علّامہ اقبال) بن گیا ہے۔ حزبِ نہضت اسلامی میں لفظ "نہضت" ہر بار غلط لکھا گیا ہے۔ Papier - Mache [پیپر ماشی] کا فن Paper - Machine بن گیا ہے۔

کیا ہی اچھا ہوتا کہ یہ اغلاط کتاب میں نہ ہوتیں۔ پروفیسر دانی کی یہ کتاب یقیناً وسطی ایشیا کے خطّے سے دلچسپی رکھنے والوں اور بالخصوص طلبہ و طالبات میں پڑھی جائے گی، اِس لیے توقع رکھنی چاہیے کہ آئندہ ایڈیشن اغلاط سے پاک ہو گا۔ (اختر راہی)